AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

نکاح وطلاق سے متعلق حضرت عبداللہ ابن عباس ؓ کے فقہی اقوال کا تحقیقی جائزہ

Research Analysis of Legal Maxims and Edicts of Hazrat Abdullah bin Abbas R.A Regarding Marriages and Divorce.

Dr. Waleed Azhar

PhD, Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Visitng lecturer Islamic Studies Comsats University Lahore. waleedazhar1984@gmail.com

ABSTRACT

Hazrat Abdullah Bin Abbas R.A is the maternal cousin of Khalid Bin Waleed (R.A.) paternal cousin and prominent companion of Holy Prophet Muhammad ﷺ. Holy Prophet Muhammad ﷺ prayed him as 'O Allah, teach him wisdom and the (correct) interpretation of the Book. This Article talks about Teaching circle and dignified status of Abdullah bin Abbas R.A in the field of Islamic Jurisprudence and Legal Maxims. He was Interpreter of Quran, Muhadith, leading judge and jurist consult in Madinah and has His Legal Maxims and edicts are constituted on 20 volumes. This Article talks about Legal issues regarding Marriage and divorce in sight of Islam. Abdullah Bin Abbas R.A point of view are vital importance. This Article concerns many important issues likewise Marriages with the people of books, Marriage in wearing Hajj Ahraam, Marriages with non-Mahram, and important terms and conditions before marriages. Even this article covers those issues which were practised before advent of Islam in Arabian Peninsula likewise polygamy, Zihar, Halala and many such kind of marriages and divorce issues on that specific era. These issues are of vital importance in Islamic Martial lives which we should know, and we can adopt to get Straight Islamic path and true guidance.

Key Words: *Khalid Bin Waleed (R.A.), Abdullah bin Abbas R.A, Quran, Islamic Martial*

تعارف سیرت ابن عباس رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ ایک جلیل القدر صحابی رسول ﷺ ہیں۔ آپ کے والد کا نام عباس رضی اللہ عنہ تھا جو رسول ﷺ کے چچا تھے۔ اور دادا کا نام عبد المطلب تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام ام الفضل لبابہ بنت الحارث بن حزن تھا. آپ رضی اللہ عنہ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنھا کی ہمشیرہ تھیں۔[1] حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو العباس تھی۔ کثیر العلم ہونے کی بنا پر آپ کو الحبر (بڑا عالم) اور البحر (سمندر) کے القابات سے پکارا جاتا تھا۔[2] حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی پیدائش ہجرت سے تین سال قبل شعب ابی طالب میں محصوری کے دوران ہوئی تھی۔ اور آپ کی تحنیک آپ ﷺ کے لعاب دھن سے ہوئی تھی۔[3] آپ ﷺ کی مدینہ ہجرت کرنے کے بعد آپ ﷺ کے چچا حضرت عباس رضہی اللہ عنہ کو مکہ میں قریش کی سرگرمیوں پر نظر رکھنے کے لیے چھوڑ دیا۔ لہذا حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ بھی فتح مکہ تک مکہ مکرمہ میں مقیم رہے۔ اور فتح مکہ کے بعد حضور ﷺ کی وفات تک حضرت ابن عباس مدینہ منورہ رہے۔ امام احمد کی ترجیحی روشنی میں آپ ﷺ کی وفات کے وقت آپ رجی اللہ عنہ کی عمر اس وقت 15 برس تھی۔ اس طرح حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ کی صحبت کا شرف تقریبا 30 ماہ حاصل رہا۔ آخر کار علم و عمل کا یہ پیکر، حبر الامۃ، ابن عم رسول سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما 68 ہجری کو دار فانی سے دارِ باقی کی طرف تشریف لے گئے۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت محمد بن حنیفہ رحمہ اللہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور تدفین کے بعد فرمایا" **الیوم مات ربانی ھذه الامة**" آج اس امت کا ایک عالمِ ربانی دنیا سے رخصت ہو گیا۔[4]

آپ رضی اللہ عنہ کی وفات سے متعلق امام احمد فرماتے ہیں:

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

أخبرني محمد بن يعقوب ثنا محمد بن إسحاق ثنا الفضل بن إسحاق الدوري ثنا مروان بن شجاع عن سالم بن عجلان عن سعيد بن جبير قال : مات ابن عباس بالطائف فشهدت جنازته فجاء طير لم ير على خلقته و دخل في نعشه فنظرنا و تأملنا هل يخرج فلم ير أنه خرج من نعشه فلما دفن تليت هذه الآية على شفير القبر و لا يدري من تلاها { يا أيتها النفس المطمئنة ، ارجعي إلى ربك راضية مرضية ، فادخلي في عبادي ، و ادخلي جنتي } قال : و ذكر إسماعيل بن علي و عيسى بن علي أنه طير أبيض۔[5]

حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما طائف میں فوت ہوئے اور میں آپ کے جنازے میں موجود تھا، پھر ایک بے مثال اور اجنبی قسم کا پرندہ آکر آپ کی چارپائی یا تابوت میں داخل ہو کر غائب ہو گیا اور اسے کسی نے باہر نکلتے ہوئے نہیں دیکھا۔ پھر جب آپ کو دفن کیا گیا تو قبر کے ایک کنارے پر یہ غیبی آواز سنی گئی:اے مطمئن روح!اپنے رب کی طرف راضی مرضی حالت میں واپس جاو، پھر میرے بندوں میں شامل ہو جاو اور جنت میں داخل ہو جاو۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا علمی مقام و مرتبہ

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فضل و کمال کے اعتبار سے اپنے زمانے کے صف اول کے علماء میں سے تھے۔ حضرات صحابہ کرام جن علمی مصادر سے فیض یاب ہوئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے مصادر علوم ان سے مختلف نہ تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی ایسا صحیفہ تھی جس میں تمام علوم و معارف جمع تھے۔ قرآن، تفسیر، حدیث، فقہ، ادب، شعر و شاعری، فرائض اور مغازی وغیرہ۔ کوئی ایسا علم نہ تھا جس میں سے اللہ تعالیٰ نے ان کو حظ وافر عطا نہ فرمایا ہو، بالخصوص کلام اللہ کی تفسیر و تاویل میں جو مہارت اور آیاتِ قرآنی کے شانِ نزول اور ناسخ و منسوخ کے علم میں جو وسعت اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی تھی شاید کسی کے حصہ میں آئی ہو۔ حضرت ابن عباس رضہ اللہ عنہ نے رسول ﷺ کی زندگی میں پورا قرآن حفظ کیا۔ پھر حضرت ابی بن کعب، حضرت زید بن ثابت اور ایک روایت کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہم اجمعین کو آپ نے پورا قرآن پڑھایا تھا۔[6]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو قرآن کی تفسیر، اس کے معنی کی گہرائیوں میں اتر کر دقائق کے استخراج کے اندر بڑی مہارت حاصل تھی۔ اسی طرح تفسیر باعنوان "تنوير المقياس من تفسير ابن عباس" آپ ہی کی طرف منسوب کی جاتی ہے۔[7] حتیٰ کہ آپ کے بارے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ فرمایا؛ لَنِعْمَ تُرْجُمَانُ الْقُرْآنِ ابْنُ عَبَّاسٍ "ابن عباس رضی اللہ عنہما کیا ہی خوب ترجمان القرآن ہیں"۔[8] اسی طرح ایک اور جگہ فرمایا:لَوْ أَدْرَكَ أَسْنَانَنَا مَا عَاشَرَهُ مِنَّا أَحَدٌ یعنی اگر وہ ہماری عمر کو پہنچ جائے تو ہم سے کوئی ان کے ہم پلہ نہ ہو۔[9] اس کے علاوہ آپ رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ نے بہت دعائیں دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے سینے سے چمٹا کر یہ دعاء فرمائی:۔اللَّهُمَّ عَلِّمْهُ الْحِكْمَةَ (اے اللہ اسے حکمت عطا کر۔)اور ایک روایت میں فرمایا 'اللَّهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ۔[10] (اے اللہ اسے الکتاب یعنی قرآن کا علم دے۔)اور جب آپ رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وضوء کا پانی رکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لیے یہ بھی دعاء فرمائی۔اللَّهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّينِ۔[11] (اے اللہ اسے دین اسلام کا فہم عطا فرما۔) پس آپ رضی اللہ عنہما اس مبارک دعاء کے سبب سے اس امت کے تفسیر اور فقہ میں حبر (بہت بڑے عالم) ہوئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حصول علم کی حرص، اس

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

کی طلب میں محنت اور اس کی تعلیم دینے میں صبر کی توفیق عنایت فرمائی تھی۔ لہٰذا اس وجہ سے آپ رضی اللہ عنہما کو وہ بلند درجہ حاصل ہوا کہ امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ انہیں اپنی مجالس میں بلاتے اور ان کے قول کو لیتے۔ جس پر مہاجرین نے عرض کی۔

أَلَا تَدْعُو أَبْنَاءَنَا كَمَا تَدْعُو ابْنَ عَبَّاسٍ؟ قَالَ: ذَاكُمْ فَتَى الْكُهُولِ، إِنَّ لَهُ لِسَانًا سَئُولًا، وَقَلْبًا عَقُولًا"[12]

آپ ہمارے بیٹوں کو اس طرح کیوں نہیں بلاتے جیسے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بلاتے ہیں؟! اس پر انہوں نے جواب دیا: یہ نوجوان تو پختہ عمر والوں جیسی دانائی رکھتا ہے، جس کی (طلب علم کی خاطر) باکثرت سوال کرنے والی زبان اور بہت اچھی طرح سمجھنے والا دل ہے۔

علم حدیث میں مقام ومرتبہ

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا شمار ان مخصوص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ہوتا ہے جو علم حدیث کے سلاطین سمجھے جاتے ہیں۔ اگر حدیث کی کتابوں سے ان کی روایات الگ کرلی جائیں تو ان کے بہت سے اوراق سادہ رہ جائیں گے۔ اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے بلاواسطہ احادیث مبارکہ بھی سنی تھیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے باقی ماندہ روایتوں کا سماع کبار صحابہ کرام جن میں خلفاء راشدین، حضرت ابی بن کعب، حضرت زید بن ثابتؓ، اور حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ سے کیا۔[13] آپ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ کل احادیث کی تعداد 1660 ہے۔ جن میں سے 75 احادیث صحیحین میں متفقہ طور پر موجود ہیں جب کہ 120 کی صرف امام بخاری نے اور 9 کی صرف امام مسلم نے روایت کی ہے۔[14]

اجتہادی مقام ومرتبہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو کبار صحابہ کے اجتہادات کے حوالے سے وسیع علم تھا۔ خاص طور پر فقہاء صحابہ اور عہدہ قضا پر مامور اور مسند حکومت پر متمکن صحابہ کرام جیسے خلفاء راشدین کے اجتہادات وغیرہ۔ حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود کا کہنا ہے کہ حضور ﷺ کی احادیث نیز حضرت ابو بکر، حضرت عمر، اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنھم اجمعین کے عدالتی فیصلوں کا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر علم رکھنے والا اور انہیں سمجھنے والا میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔[15] معمر نے تین اشخاص یعنی حضرت عمر، حضرت علیؓ اور حضرت ابی بن کعب رضۃ اللہ عنھم کو حضرت ابن عباس رضۃ اللہ عنہ کے اکثر علوم کا منبع قرار دینے کی کوشش کرتے ہوئے کہا کہ "ابن عباس رضی اللہ عنہ کا کثر علم تین افراد حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنھم کی طرف راجع ہے۔[16] معمر نے شائد یہ بات اس بنا پر کہی کہ انہوں نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا تھا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا انتہائی قرب حاصل تھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہ نہ صرف قرابتداری تھی بلکہ دونوں کے درمیان لازم وملزوم کا رشتہ تھا اور انہیں یہ روایت بھی پہنچی تھی کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے پورا قرآن حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو سنایا تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے منبع علم کا دائرہ کار صرف ان تین حضرات تک محدود نہ تھا بلکہ صحابہ کرام سے آپ کا استفادہ قدرے وسیع تھا غرض ہر مسئلہ سے متعلق صحابہ کرام سے کثرت سے رجوع فرماتے۔ آپ خود فرماتے تھے کہ میں ایک ایک مسئلے کے بارے میں تیس تیس صحابہ کرام سے پوچھا کرتا تھا۔[17] حضرت ابو سلمہ رحمہ اللہ

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ جس شخص کے متعلق مجھے پتہ چلتا کہ اس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث سنی ہے تو میں خود اس کے مکان پر جاکر حاصل کرتا۔[18]

اہل شوریٰ میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی شمولیت

حضرت ابن عباس رضٰ اللہ عنہ کی وسعت علمی، روشن طبع، فکر و تعامل میں سلامت روی، کردار کی پاکیزگی، طبیعت میں جذبہ ءتقویٰ، درست قوت محاکمہ، اور ذکاوت عقلی نے آپ کی آراء میں پختگی پیدا کردی۔ انہی خصوصیات نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو آپ کی طرف پوری طرح متوجہ کردیا۔ کم عمری کے باوجود حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کو مجلس شوریٰ میں شامل کرنے پر اسرار کرتے رہے۔ سعید بن جبیر نے حضرتت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ "حضرت عمر رضی اللہ عنہ اہل بدر کو اندبلاتے اور ان کے ساتھ مجھے بھی اندر بلالیتے۔[19] بعض مشکل معاملات کے سلسلے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ صرف حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مشورہ کرنے پر اکتفاء کرلیتے۔ کیونکہ امیر المومنین کو آپ کی رائے پر پورااعتماد ہوتا۔ عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے جب پیچیدہ مقدمات پیش ہوتے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے فرماتے کہ "ہمارے سامنے پیچیدہ مقدمات پیش ہوتے ہیں اور تم ہی انہیں اور ان جیسے دیگر مسائل حل کروگے۔" پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ جو رائے دیتے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسے قبول کرلیتے۔ اس مقصد کے لیے امیر المومنین کسی اور کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے سوا طلب نہ کرتے

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ پیچیدہ مسائل پیش آنے پر ابن عباس رضی اللہ عنہ کو طلب کرتے اور صرف یہ فرماتے کہ "ایک پیچیدہ مسئلہ پیدا ہوگیا ہے۔" حالانکہ امیر المومنین کے اردگرد بدری صحابہ موجود تھے۔۔[20]

فقہ میں مقام ومرتبہ:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ترجمان القرآن اور محدث ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عظیم فقیہ بھی تھے۔ آپ نے مکہ مکرمہ میں فقہ کی بنیاد رکھی۔ بعض نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا فقہ جمع کیا اگرچہ آپ کے فقہ کا کوئی مجموعہ ہم تک نہیں پہنچ سکا۔ آپ کی فقہ دانی کا سرسری اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ ابو بکر محمد بن موسیٰ بن یعقوب بن مامون نےٗ جو اپنے زمانے کے آئمہ اسلام میں سے تھے، انہوں نے آپ کے فتاویٰ جات 20 جلدوں میں جمع کیے۔[21] آپ رضی اللہ عنہما بلند پایہ مناظر بھی تھے۔ چنانچہ جب خارجیوں نے فتنہ کھڑا کیا اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے جدا ہونے کے بعد آپ پر طرح طرح کے الزام لگا رہے تھے تو آپ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو ان کے ساتھ مباحثہ و مناظرہ کے لیے منتخب فرمایا۔ اس قوت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان سے مباحثہ و مناظرہ کرتے ہوئے ان کے الزامات اور شبہات کے ایسے مدلل جوابات دیئے کہ ان کی عقلیں دنگ رہ گئیں۔ اسی دوران بیس ہزار خارجیوں نے توبہ کی اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی حمایت کا اعلان کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ علم الفرائض میں اگرچہ حضرت معاذ بن جبل، زید بن ثابت اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کے ہم پلہ نہ تھے لیکن عام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں آپ اس فن میں ممتاز درجہ رکھتے تھے۔[22]

نکاح سے متعلق حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے فقہی اقوال کا جائزہ:

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

نکاح اس عقد کو کہتے ہیں جس کے ذریعے مرد اور عورت رشتہ ازدواج سے منسلک ہو جاتے ہیں اور ایک دوسرے کے لیے حلال ہو جاتے ہیں۔ نکاح سے متعلق حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی کافی احادیث ہیں جن کا تذکرہ درج ذیل ہے۔

حکم نکاح سے متعلق حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی رائے:

بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی رائے کے مطابق نکاح واجب ہے۔ کیونکہ اس کی وجہ سے ایک تو بدکاری سے بچاؤ ہو جاتا ہے۔ اور دوسری طرف امت مسلمہ کی تعداد میں اضافہ ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نکاح کی ترغیب دیتے تھے۔ مثلاً حضرت عبد اللہ ابن عباس رضہ اللہ عنہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ نکاح کرو کیونکہ امت مسلمہ میں زیادہ بیویاں والا شخص بہتر ہوتا ہے۔[23] آقا پر لازم ہے کہ وہ اپنے غلام کے نکاح کے سلسلے میں اس کی مدد کرے۔ کیونکہ اس سے غلام پاکباز اور بدکاری سے محفوظ ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے غلاموں سعید، کریب اور عکرمہ کو طلب فرمایا اور ان سے فرمایا: "تم لوگ اس عمر کو پہنچ چکے ہو جہاں پہنچ کر ہر شخص کے دل میں عورتوں کی طلب پیدا ہو جاتی ہے۔ اس لیے تم میں سے جو بھی نکاح کا خواہشمند ہے میں اس کا نکاح کروا دیتا ہوں۔ یاد رکھو جو بھی بدکاری میں مبتلا ہو گا اس کا نور ایمان اس سے چھن جائے گا۔ اور اس کے بعد اللہ اگر چاہے گا تو یہ نور ایمان اسے لوٹا دے گا اور اگر روکنا چاہے تو روک لے گا۔"[24]

اسی طرح ایک اور جگہ فرمایا: "جس شخص کی کوئی لونڈی ہو اور وہ اس کا نکاح نہ کروائے اور نہ ہی خود اس کی ضرورت جنسی پوری کرے، یا کوئی غلام ہو اور اس کا نکاح نہ کروائے تو وہ جو بھی غلط حرکت کریں گے اسکی ذمہ داری آقا پر ہو گی۔[25]

اہل کتاب سے نکاح سے متعلق مسائل:

مسلمان کے لیے مسلمان عورت کے ساتھ نیز کتابی عورت کے ساتھ خواہ وہ یہودیہ ہو یا نصرانیہ ہو نکاح کرنا جائز ہے۔ جب کہ سورۃ البقرہ کی آیت 221 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ۭ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ۭ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ښ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ" [26]

"اور شرک کرنے والی عورتوں سے تاوقتیکہ وہ ایمان نہ لائیں تم نکاح نہ کرو ایماندار لونڈی بھی شرک کرنے والی آزاد عورت سے بہتر ہے، گو تمہیں مشرکہ ہی اچھی لگتی ہو اور نہ شرک کرنے والے مردوں کے نکاح میں اپنی عورتوں کو دو جب تک وہ ایمان نہ لائیں، ایمان والا غلام آزاد مشرک سے بہتر ہے، گو مشرک تمہیں اچھا لگے، یہ لوگ جہنم کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ جنت کی طرف اور اپنی بخشش کی طرف اپنے حکم سے بلاتا ہے وہ اپنی آیتیں لوگوں کے لئے بیان فرما رہا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔"

نیز کتابی عیسائی عورت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ربوبیت میں شریک ٹھہراتی ہے جب کہ یہودی حضرت عزیر علیہ السلام کو ربوبیت میں شریک ٹھہراتے۔ جبکہ سورۃ المائدہ کی آیت 5 سے اہل کتاب کے لیے تخصیص ہو گئی کہ اہل کتاب یہود و نصاریٰ سے نکاح کرنا جائز ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۭ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۠ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۡ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ۡ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ [27] "کل پاکیزہ چیزیں آج

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

تمہارے لئے حلال کی گئیں اور اہل کتاب کا ذبیحہ تمہارے لئے حلال ہے اور تمہارا ذبیحہ ان کے لئے حلال اور پاکدامن مسلمان عورتیں اور جو لوگ تم سے پہلے کتاب دیئے گئے ان کی پاک دامن عورتیں بھی حلال ہیں جب کہ تم ان کے مہر ادا کرو اس طرح کہ تم ان سے باقاعدہ نکاح کرو یہ نہیں کہ اعلانیہ زنا کرو یا پوشیدہ بدکاری کرو، منکرین ایمان کے اعمال ضائع اور اکارت ہیں اور آخرت میں وہ ہارنے والوں میں سے ہیں۔

امام ابن کثیر اس حوالے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرتے ہیں:**عن ابن عباس قال: لما نزلت هذه الآية: {ولا تنكحوا المشركات حتى يؤمن} قال: فحجز الناس عنهن حتى نزلت التي بعدها: {والمحصنات من الذين أوتوا الكتاب من قبلكم} فنكح الناس [من] نساء أهل الكتاب.** [28]ـ"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت (مشرکوں سے مومن ہونے تک نکاح نہ کرو) نازل ہوئی تو تمام لوگ مشرک عورتوں سے دور ہونے لگے یہاں تک کہ اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی (اہل کتاب کی پاک دامن عورتیں تم پر حلال ہیں) تو لوگوں نے اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کرنا شروع کر دیا۔"لہذا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بنی تغلب جو کہ عیسائی عرب تھے ان سے متعلق فرمایا:"بنی تغلب کا ذبیحہ کھالو اور انکی عورتوں سے نکاح کر لو۔"[29] تاہم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کتابی عورت سے نکاح کو مکروہ قرار دیا ہے۔اور اس کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ کتابی عورت اپنی عصمت کی حفاظت نہیں کرتیں۔نیز دوسری وجہ یہ ہے کہ کتابی عورت سے نکاح کرنے کی صورت میں مسلمان عورتوں کی وقعت گھٹ جائے گی۔نیز یہ بھی حقیقت ہے کہ کتابی عورت اپنی مسلمان اولاد کی تربیت میں کوتاہی کر کے اپنے برے اثرات مرتب کرے گی۔[30]

ایسی کتابیہ عورت جو مسلمانوں کے خلاف بر سر پیکار ہو گی یعنی محاربہ تو اس کے ساتھ نکاح حلال نہیں ہو گا۔چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے۔

قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰي يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ۝[31]ـترجمہ": لڑو ان اہل کتاب سے جو نہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ روز آخرت پر اور نہ حرام ٹھہراتے ہیں جسے اللہ اور اس کے رسول نے حرام ٹھہرایا ہے اور نہ دین بناتے ہیں تاکہ آنکہ وہ مغلوب ہو کر جزیہ ادا کریں اور ماتحت بن کر زندگی بسر کرنے پر راضی ہوں۔" چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے سورۃ التوبہ کی آیت 29 تلاوت فرمائی اور پھر فرمایا کہ اگر اہل کتاب بر سر پیکار ہوں تو انکی عورتوں کے ساتھ نکاح حلال نہیں ہو گا۔[32]

حالت احرام میں نکاح سے متعلق مسائل:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے مطابق آپ ﷺ کا نکاح ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے حالت احرام میں ہونے کا قول ہے جیسا کہ سنن نسائی میں ہے۔**اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْعَطَّارُ، عَنْ عَمْرٍو وَهُوَ ابْنُ دِينَارٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الشَّعْثَاءِ يُحَدِّثُ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: تَزَوَّجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَيْمُونَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ۔** [33] ـ"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اور آپ محرم تھے۔"حضرت سعید بن مسیب فرماتے ہیں" **حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، قَالَ: وَهِمَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِي تَزْوِيجِ مَيْمُونَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ۔**" [34]ـ کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو اس سلسلہ میں وہم ہوا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی شادی آپ ﷺ سے حالت احرام میں ہوئی۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

صحیح اور ثابت یہی ہے کہ یہ شادی حالت احرام سے باہر ہوئی۔ اس لیے علماء کرام نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ثابت اس روایت کو شاذ قرار دیا ہے۔ جس کی دلیل یہ ہے کہ خود ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا بیان ابن عباس رضی اللہ عنہ کے برعکس ہے کہ یہ نکاح مقامِ سرف میں حلال رہنے کی حالت میں ہوا۔ جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ حَدَّثَنَا أَبُو فَزَارَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ حَدَّثَتْنِي مَيْمُونَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَزَوَّجَهَا وَهُوَ حَلَالٌ قَالَ وَكَانَتْ خَالَتِي وَخَالَةَ ابْنِ عَبَّاسٍ[35]۔ ابو بکر بن ابی شیبہ، یحییٰ بن آدم، جریر ابن حازم، ابو فرارہ، حضرت یزید بن اصم (رض) سے روایت ہے کہ حضرت ام المومنین سیدہ میمونہ (رض) نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ان سے نکاح احرام کھولنے کے بعد کیا اور کہتے ہیں سیدہ میمونہ (رض) میری اور ابن عباس (رض) کی خالہ تھیں۔ نیز ان دونوں کا نکاح کروانے والے ابو رافع رضی اللہ عنہ کا بیان بھی ابن عباس رضی اللہ عنہ کے بیان کے برعکس ہے۔ دراصل حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے مکہ نہ جاکر صرف ہدی یعنی منی میں ذبح کیا جانے والا جانور بھیج دینے کو بھی احرام سمجھا، حالانکہ یہ احرام نہیں ہوتا۔ اور یہ نکاح اسی حالت میں ہوا تھا کہ آپ ﷺ نے اشعار کر کے ہدی بھیج دیے اور حج سے رہ گئے۔ اور بقول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ نے اپنے اوپر نکاح کی کوئی بات لاگو نہیں کی۔[36] ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے نکاح سے ممانعت حالت احرام میں خطبہ حجتہ الوداع کے موقع پر کی تھی۔ لہذا عقلی و نقلی اعتبار سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ حالت احرام میں نکاح ممنوع ہے اور آپ ﷺ کے دیگر ارشادات بھی حالت احرام میں نکاح کی ممانعت پر ثابت ہیں لیکن اختصار کے باعث انہیں نقل نہیں کرتا۔

محرمات سے نکاح سے متعلق مسائل:

نسب اور مصاہرت کی بناء پر جن خواتین سے نکاح حرام ہوتا ہے وہ محرمات کہلاتی ہیں۔ نسبی تعلق میں انسان کے اوپر اور نیچے کے محرم رشتے شامل ہیں مثلاً ماں، نانی، دادی اور نیچے میں بیٹی پوتی اور نواسی وغیرہ شامل ہیں۔ اسی طرح بہن، بھتیجی، پھوپیاں اور خالائیں وغیرہ حرام ہیں۔ یہ وہ تمام نسبی تعلقات ہیں جن سے نکاح حرام ہے اور اس کی دلیل ارشاد باری تعالی ہے: حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهٰتُ نِسَاۗىِٕكُمْ وَرَبَاۗىِٕبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَاۗىِٕكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ ۡ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ ۡ وَحَلَاۗىِٕلُ اَبْنَاۗىِٕكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ ۙ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا[37]۔ ترجمہ: "تم پر حرام کی گئیں تمہاری مائیں، بیٹیاں، بہنیں، پھوپھیاں، خالائیں، بھتیجیاں، بھانجیاں اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا ہو اور تمہاری دودھ شریک بہنیں اور تمہاری بیویوں کی مائیں اور تمہاری بیویوں کی بیٹیاں جنہوں نے تمہاری گودوں میں پرورش پائی ہو۔ ان بیویوں کی لڑکیاں جن سے تمہارا نکاح ہوچکا ہو اور اکٹھے رہ چکے ہوں ورنہ اگر تعلق زن وشوہر نہ ہوا ہو تو پھر تم پر کوئی مؤاخذہ نہیں ہے اور تمہارے ان بیٹوں کی بیویاں جو تمہاری صلب سے ہوں اور یہ بھی تم پر حرام کیا گیا ہے کہ ایک نکاح میں دو بہنوں کو جمع کرو مگر جو پہلے ہو گیا سو ہو گیا، اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے "۔ اسی طرح مصاہرت کی بناء پر حرمت سے مراد عورت اور مرد کے درمیان نکاح ہو جانے کے نتیجے میں پیدا ہونے والی حرمت مراد ہے۔ اور یہ حرمت جس طرح نکاح کی بناء پر ثابت ہو جاتی ہیں اسی طرح زنا کی بناء پر بھی ثابت ہو جاتی ہیں۔[38] چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نسب کی سات عورتیں اور مصاہرت کی سات عورتیں حرام ہیں۔[39] حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک

اور روایت کے مطابق اس تحریم کے لیے ہم بستری شرط قرار نہیں دی اور سورۃ الانساء کہ آیت 23 کے حوالے سے فرماتے ہیں یہ مبہم ہے تم بھی اس بات کو مبہم رکھو۔ جسے قرآن نے مبہم رکھا ہے۔[40]
جبکہ ایک اور روایت کے مطابق بیوی کی ماں اس وقت تک حرام نہیں ہوتی جب تک بیوی کے ساتھ شوہر ہم بستری نہ کرلے۔ جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کے بارے میں جس نے ایک عورت سے نکاح کر لیا تھا لیکن ہم بستری کرنے سے پہلے وہ وفات پا گئی تھی، فرمایا کہ اس کی ماں کے ساتھ نکاح کر لینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔[41] اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کی جس عورت کے ساتھ تمہارے باپ نے نکاح کیا ہو وہ تم پر حرام ہے خوہ تمہارا باپ اس کے ساتھ ہم بستر ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔[42]

عقد نکاح سے متعلق شرائط

جو شخص کسی مسلمان عورت کے ساتھ نکاح کرنا چاہے اس کے اندر درج ذیل شرائط ہونی چاہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے محمد ﷺ کو دین حق دیکر مبعوث فرمایا تا کہ تمام ادیان پر اس کا غلبہ ہو جائے لہذٰا ہمارا دین تمام ادیان سے افضل ہے۔ اور ہماری ملت تمام ملتوں سے بالا ہے، ہمارے مرد دوسرے ادیان کی عورتوں سے بالا ہیں۔ ان ادیان کے مرد ہماری عورتوں سے بالا نہیں ہو سکتے۔[43] عقد نکاح سے متعلق دوسری شرط کفاءت کی حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ عائد کرتے ہیں۔ کفاءت سے مراد مرد کی حالت عورت کی حالت کے مماثل ہو، یہ شرط مرد کے لیے ہے عورت کے لیے نہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک کفاءت مین برابری دین اور نسب کے اعتبار سے ہوتی ہے۔ دین کے اندر برابری کی بات سے سے مراد یہ ہے کہ کافر کسی مسلمان عورت سے نکاح نہیں کر سکتا، جبکہ نسب کے اندر برابری کی بات یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نکاح کے اندر ہم کفو ہونے کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا "دین اور نسب کے اندر، نیز فرمایا کہ قبیلہ قریش کے افراد آپس میں ہم کفو ہیں۔[44] حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ عورت کے عقد نکاح کے لیے اس کے ولی کی شمولیت کو شرط قرار دیتے ہیں۔ اگر عورت خود نکاح کرلے یا اپنے ولی کی اجازت کے بغیر کسی سے شادی رچالے تو ان کے نزدیک اس کا نکاح باطل ہو گا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا "عقد نکاح کے اندر کم از کم چار افراد کی شرکت لازمی ہے، اس شخص کیجو نکاح کرا رہا ہے یعنی ولی کی، اس شخص کی جو نکاح کر رہا ہے اور دو گواہوں کی۔"[45] اگر ولی غائب ہو یا سرے سے موجود نہ ہو تو قاضی عورت کا ولی ہو گا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ولی یا سلطان کے بغیر کوئی نکاح نہیں، اگر عورت کا نکاح ایسا ولی کرا دے جس کے ساتھ ناراضگی ہو تو اس کا کرایا ہوا نکاح نہیں ہو گا۔ اور فرمایا کہ نکاح تو صرف رہنمائی کرنے والے ولی اور دو گواہوں کے ذریعے ہی ہو سکتا ہے۔ نیز فرمایا کوئی عورت عقد نکاح کی ولیہ نہیں ہو سکتی۔ اور فرمایا وہ عورتیں کسبن حرام کار ہیں جو ولی کے بغیر نکاح کرتی ہیں۔[46]

عقد نکاح سے قبل فاسد شرائط

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی رائے تھی کہ عقد نکاح کے اندر فاسد شرط اسے فاسد نہیں کرتی بلکہ شرط لغو ہو جاتی ہے۔ اور عقد نکاح درست ہو جاتا ہے۔ فاسد شرط سے مراد ہر وہ شرط ہے جس کا عقد نکاح مقتضٰی نہ ہو اور نہ ہی یہ شرط اسکے مناسب ہو بلکہ اس میں جانبین میں سے کسی ایک کا مفاد پوشیدہ ہو۔ اور ایک شخص نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ میں نے ایک عورت سے نکاح کیا ہے اور عورت نے یہ شرط عائد کی ہے کہ طلاق اور ہم بستری کا اختیار اس کے ہاتھ میں ہو گا اور مہر بھی اس کے ذمہ ہو گا، آیا ایسا کرنا درست ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا: "تم

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

نے سنت کے طریقے سے آنکھیں بند کر لیں اور معاملہ اس فرد کے ہاتھ میں دے دیا جو اس کا اہل نہیں ہے۔مہر تمہارے ذمہ ہو گا اور علیحدگی یعنی طلاق اور ہمبستری کا اختیار بھی تمہارے ہاتھ ہو گا۔[47] موجودہ دور میں نکاح مسیار بھی اسی شرائط وضوابط کے مطابق نکاح کی قسم ہے جس میں زوجین آپس میں باہمی رضامندی سے ایک دوسرے کے چند حقوق اور ذمہ داریاں معاف کر دیتے ہیں جو شریعت نے زوجین کے ذمہ لگائیں ہیں ۔ایسے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ قول نکاح مسیار کے غیر شرعی ہونے پر منطبق کیا جا سکتا ہے۔اس کی مثال ایک اور واقعہ سے ملتی ہے۔ایک شخص نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے ایک عورت سے نکاح کیا ہے اور اس کے لئے یہ شرط مانی ہے کہ اگر میں اتنی مدت تک اتنی رقم لے کر نہیں آیا تو میرا کوئی نکاح نہیں ہو گا۔آپ نے جواب میں فرمایا:"نکاح جائز ہے اور تمہاری شرطوں کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔یعنی اگر عقد منجز یعنی غیر معجل صورت کے تحت وقوع پذیر ہوا ہو تو اس کے خلاف جانے والی ہر شرط باطل ہو گی۔[48]

طلاق سے متعلق مسائل

طلاق سے مراد عقد نکاح کو ختم کر دینا ہے۔جس کی وجہ سے طرفین میں جدائی واقع ہو جاتی ہے۔اس سے متعلق بہت سے مسائل حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہیں جو درج ذیل ہیں:

1)۔والدین کا اپنے بیٹے سے یہ مطالبہ کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اس مسئلہ سے متعلق توقف کرتے تھے۔کیونکہ اس مطالبہ کے پس منظر میں بہت سی ایسی راز کی باتیں ہیں جو پوشیدہ رہتی ہیں۔والدین بعض دفعہ اپنے اس مطالبہ میں حق بجانب ہوتے ہیں کیونکہ انہیں اپنی بہو کی برائیوں کا علم ہوتا ہے اور بہو کے ساتھ بیٹے کی محبت اور الفت کی شدت اسے مذکورہ برائیاں دیکھنے سے عاجز کر دیتی ہیں۔بعض دفعہ ذاتی چپقلش اور حسد جدائی کروانے کا سبب بنتی ہے۔اور اس طرح کے دیگر مخفی امور سامنے نہیں آتے۔اس کی مثال اس روایت سے ملتی ہے جسے ابو طلحہ اسدی روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔اتنے میں دو بدو آئے اور آپ کے ساتھ بغل گیر ہو گئے۔ایک نے کہنا شروع کیا کہ میں اپنے اونٹوں کی تلاش میں تھا کہ ایک گروہ کے ڈیرے پر جا اترا۔مجھے اس کی ایک لڑکی بہت اچھی لگی میں نے اس کے ساتھ نکاح کر لیا،میرے والدین نے قسم کھا لی کہ وہ کبھی میری بیوی کو میرے ساتھ نہیں ملائیں گے اور میں نے قسم کھالی کہ اگر میں اس کو طلاق دوں تو مجھ پر ایک ہزار غلام آزاد کرنا اور ایک ہزار بدنہ[49] قربان کرنا لازمی ہو گا۔یہ روئداد سن کر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:"میں تمہیں اپنی بیوی کو طلاق دینے کا حکم نہیں دوں گا اور نہ ہی اپنے والدین سے قطع تعلق ہونے کا۔سائل نے پوچھا کہ پھر اس عورت کا کیا کروں؟ آپ نے جواب دیا،اپنے والدین کی قسم پوری کرو۔"[50]

طلاق کا اختیار

اصل کے اعتبار سے طلاق دینے کا اختیار مرد کے پاس ہوتا ہے۔بیوی یا اس کے ولی کو یہ اختیار نہیں کہ عقد نکاح میں یہ شرط عائد کر دیں کہ طلاق کا اختیار بیوی کو حاصل ہو گا۔اگر وہ یہ شرط عائد کر دیں تو عقد نکاح درست ہو جائے گا اور شرط لغو قرار پائے گی۔ایک شخص نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے ایک عورت سے نکاح کیا ہے اور ہمبستری نیز طلاق کا اختیار اسے دینے کی شرط کی ہے۔آپ نے جواب دیا کہ تم نے سنت کی خلاف ورزی کی ہے اور طلاق کا اختیار اس کے غیر اہل کے سپرد کر دی ہے۔مہر اور طلاق کا اختیار تمہیں حاصل ہے۔[51] طلاق کا حق

شوہر کے پاس ہو جانے کی بناء پر شوہر کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ کسی اور شخص کو اپنا یہ حق دیدے خواہ یہ غیر اس کی بیوی ہو یا کوئی اور۔ اور خواہ اپنے اس حق کی سپردگی تملیک کی صورت میں ہو یا تخییر کہ شکل میں، اگر شوہر اپنی بیوی کو طلاق کی تملیک کر دے اور بیوی اپنے آپ کو تین طلاق دیدے جبکہ شوہر کہے کہ میں نے اسے صرف ایک طلاق کی تملیک دی تھی تو اس کے قول پر اعتبار نہیں کیا جائے گا اور وہی فیصلہ ہو گا جو بیوی کرے گی۔[52]

مطلق کی شروط

طلاق دینے والے کو مطلق کہتے ہیں جس کے اندر درج ذیل شرائط کا وجود ضروری ہے۔ 1۔ **عقل:** جس شخص کی عقل ذائل ہو چکی ہو اس کی دی ہوئی طلاق درست نہیں ہو گی۔ خواہ زوال عقل دیوانگی کی وجہ سے ہوا ہو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں دیوانے کی کوئی طلاق نہیں۔[53] 2۔ **بلوغ:** طلاق کے لیے بلوغت شرط ہے۔ نابالغ کی دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہوتی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بچے کی دی ہوئی آزادی جائز نہیں ہوئی۔ نہ ہی اس کی وصیت جائز ہوتی ہے اور نہ ہی اس کی خریداری اور نہ ہی فروخت اور نہ ہی اس کی طلاق۔[54] 3۔ **آزادی:** طلاق دینے والے کا آزاد ہونا ضروری ہے کیونکہ غلام کی طرف سے دی جانے والی طلاق اس کے آقا کی اجازت کے بغیر واقع نہیں ہو گی۔ 4۔ **اختیار:** اگر کسی شخص کو طلاق دینے پر زبردستی مجبور کیا ہو تو اس کی طلاق بھی واقع نہیں ہو گی۔[55]

طلاق کی تعلیق

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی رائے تھی کہ جس شخص کے ہاتھ میں طلاق کا اختیار ہو، اگر وہ ایک معین وقت یا کسی خاص صفت کے ساتھ چلاق کو معلق کر دے تو طلاق اس کیساتھ معلق ہو جائے گی اور جب تک مزکورہ وقت نہ آجائے یا مزکورہ صفت متحقق نہ ہو جائے اس وقت تک طلاق واقع نہیں ہو گی۔[56] آپ فرماتے جو شخص طلاق کو کسی وقت تک موقت کر دے تو جب تک وہ وقت نہ آجائے طلاق واقع نہیں ہو گی۔ مثلا اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے: جب رمضان آجائے تو تمہیں تین چلاق، جبکہ رمضان آنے میں ابھی چھ ماہ باقی ہوں اور وہ اپنے قول پر نادم ہو جائے تو ایسی صورت مین حجرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ اپنی بیوی کو طلاق دیدے اور اس طرف رمضان آنے سے پہلے اس کی عدت گزر جائے گی۔ اور جب رمضان گزر جائے تو اسے پیغام نکاح بھیج دے۔ اللہ کی مشیت پر تعلیق اس حکم سے مستثنٰی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اسے تعلیق قرار نہیں دیتے تگے بلکہ برکت کے حصول کا ذریعہ سمجھتے تھے۔ بنابریں اگر ایک شخص اپنی بیوی سے کہے اللہ چاہے تو تمہیں طلاق ہے تو اسے طلاق واقع ہو جائے گی۔[57]

لونڈی کی فروخت: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی رائے تھی کہ شادی شدہ لونڈی کی فروخت اس کے شوہر سے اس کی طلاق ہے۔ آپ فرماتے "لونڈی کی فروخت اس کی طلاق ہے۔ لونڈی کی طلاق کی پانچ صورتیں ہیں، اس کی بیع اس کی طلاق ہے، اس کا عتق اس کی طلاق ہے، اس کا ہبہ اس کی طلاق ہے، اس کی براءت اس کی طلاق ہے۔ اور اس کے شوہر کی طلاق اس کی طلاق ہے۔"[58] بیوی کا مسلمان اور شوہر کا کافر رہنا: اگر بیوی مسلمان ہو جائے اور شوہر مسلمان نہ ہو تو دونوں کے درمیان علیحدگی کر دی جائے گی۔ اور اگر کسی اور کے ساتھ مذکورہ عورت کے نکاح سے پہلے اس کا شوہر مسلمان ہو جائے تو اسے اس کے شوہر کے حوالے کر دیا جائے گا۔ لیکن اگر مذکورہ عورت نکاح کر لے تو اس کے شوہر کے لیے اس کی ذات تک رسائی کی کوئی گنجائش نہیں ہو گی۔ سوائے اس کے کہ اس کا نیا شوہر اسے طلاق دیدے۔ ایک نصرانی کی ذوجیت میں ایک نصرانیہ ہو

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اور یہ نصرانیہ مسلمان ہو جائے تو انکے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دونوں کے درمیان علیحدگی کر دی جائے گی۔ ہمارے غیر ہماری خواتین کے مالک نہیں بن سکتے، ہم غیروں پر غالب ہیں غیر ہم پر غالب نہیں۔ اس لیے کہ اللہ تعالی نے فرمایا: لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ[59]

طلاق سے مکر جانا

اگر شوہر اپنی بیوی کو طلاق دیدے اور پھر اس سے مکر جائے جبکہ طلاق کا کوئی گواہ بھی نہ ہو تو ایسی صورت میں اسے اللہ کے نام کی چار قسمیں دی جائیں گی کہ اس نے طلاق نہیں دی ہے۔ اور پانچویں قسم یہ ہو گی کہ اگر اس نے طلاق دی ہے تو اس پر اللہ کی لعنت ہو، جس طرح لعان کا طریقہ ہے۔ اگر شوہر یہ قسمیں اٹھالے تو مذکورہ عورت اس کی بیوی رہے گی اور اگر قسمیں اٹھانے سے گریز کر تو اس کے خلاف طلاق کا فیصلہ صادر کر دیا جائے گا۔ ابن ابی شیبہ نے ایک شیخ سے روایت کی ہے جس کی کنیت ابو عمرو تھی، وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اتنے میں ایک عورت آئی اور کہا کہ میرا شوہر خفیہ طور پر مجھے طلاق دیتا ہے اور علانیہ طور پر اس سے مکر جاتا ہے۔ آپ نے اس سے فرمایا: "تمہارے شوہر پر اللہ کے نام کی چار دفعہ قسم اٹھانا ضروری ہے کہ اس نے تمہیں طلاق نہیں دی ہے اور پانچویں قسم یہ ہو گی کہ اگر اس نے ایسا کیا ہے تو اس پر اللہ کی لعنت ہو۔[60]

دوسری شادی کی بنا پر طلاق کا انہدام

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی رائے تھی کہ اگر شوہر اپنی بیوی کو ایک یا دو طلاق دیدے اور بیوی اس سے بائن ہو جائے اور پھر کوئی دوسرا شخص اس کے ساتھ نکاح کر کے ہمبستری کر لے اور اس کے بعد یہ شوہر وفات پا جائے یا اسے طلاق دیدے اور پہلا شوہر اسے اپنی زوجیت میں کر لے۔ تو یہ عورت تین طلاقوں کے ساتھ اس کی زوجیت میں آئے گی۔ آپ نے فرمایا: "اگر عورت کو ایک یا دو طلاق ہو جائے اور اس کی عدت گزر جائے اور پھر وہ کسی اور مرد سے نکاح کر لے پھر یہ شوہر وفات پا جائے یا اسے طلاق دیدے اور یہ اپنی پہلی شوہر کی زوجیت میں واپس آجائے تو نکاح بھی نیا ہو گا اور طلاق بھی نئی ہو گی۔[61]

طلاق مرتب ہونے والے اثرات

1۔ زوجین کے درمیان علیحدگی: یہ علیحدگی یا عقد کے بغیر قابل ازالہ ہو گی یا عقد کے ذریعے قابل ازالہ ہو گی۔ یا کسی اور شخص کے ساتھ عقد کے بعد اس سے علیحدگی پر عقد کے ذریعے قابل ازالہ ہو گی۔

2۔ دخول یعنی ہمبستری کے بعد دی جانے والی طلاق کے اندر بیوی پر عدت کا لازوم: اگر دخول سے پہلے طلاق مل گی ہو تو پھر مطلقہ پر کوئی عدت لازم نہیں ہو گی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر شوہر اپنی بیوی کو ہاتھ لگانے سے پہلے ایک طلاق دیدے تو وہ اس سے بائن ہو جائے گی اور اس پر کوئی عدت لازم نہیں ہو گی۔

3۔ متعہ: اس عورت کو متعہ دینا واجب ہوتا ہے جسے دخول سے پہلے طلاق مل گی ہو اور اس کے لیے کوئی مہر مقرر نہ کیا گیا ہو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: 'جو شخص اپنی بیوی کو دخول سے پہلے طلاق دیدے جبکہ اس کے لیے مہر بھی مقرر نہکیا گیا ہو۔ اس پر متعہ واجب ہو گا۔[62]

کیونکہ سورۃ البقرہ کی آیت 234 میں ارشاد باری تعالی ہے:

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

لَاجُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاۗءَ مَالَمْ تَمَسُّوْھُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَھُنَّ فَرِيْضَةً ۚ وَّمَتِّعُوْھُنَّ ۚ عَلَي الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَي الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ ۚ مَتَاعًۢا بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَي الْمُحْسِنِيْنَ [63]

"تم پر کچھ گناہ نہیں اگر اپنی عورتوں کو طلاق دے دو قبل اس کے کہ ہاتھ لگاؤ یا مہر مقرر کرو اس صورت میں ان کو کچھ نہ کچھ دینا ضرور چاہیے خوش حال آدمی اپنی حیثیت سے اور غریب آدمی اپنی حیثیت کے مطابق معروف طریقہ سے دے یہ حق ہے نیک آدمیوں پر۔"

اس آیت مبارکہ کے تحت ہر طلاق یافتہ عورت کو متعہ دینا مستحب ہے۔ اور یہ مومنین پر خصوصی طور پر حق ہے ان کے ذمے۔ اس متعہ کی مقدار شوہر کی مالداری اور غربت کی حالتوں کے تابع ہو گی۔ چنانچہ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "شوہر اپنی فراخی اور تنگدستی کے مطابق اسے متعہ دے گا۔ اگر وہ مالدار ہو تو ایک خادم یا اسی طرح کی کوئی اور چیز متعہ کے طور پر دے گا۔ اور اگر غریب ہو تو تین کپڑے متعہ میں دے گا۔[64] متعہ کی سب سے اعلی صورت خادم ہے۔ اس سے کم تر نفقہ یعنی نقدی ہے اور اس سے کم تر لباس ہے۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں مذکور ہے کہ سب سے ارفع متعہ خادمہ ہے اور اس سے کم تر لباس ہے اور اس سے کم تر نفقہ یعنی نقدی ہے۔ کسوہ یعنی لباس تین کپڑوں پر مشتمل ہو گا یعنی قمیص، دوپٹہ اور لمبی چادر پر۔[65]

ظہار سے متعلق حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا موقف

ظہار یہ ہے کہ ایک شخص اپنی بیوی کو، یا بیوی کے اس عضو کو جس کے ذریعے اس کے سراپا کی تعبیر ہوتی ہو ایسی عورت یا اس کے سراپا کی تعبیر کرنے والے عضو کے ساتھ تشبیہ دے جس سے مذکورہ شخص کا نکاح حرام ہو ظہار کہلاتا ہے۔ ظہار اہل عرب میں قبل از اسلام ایک رسم چلی آ رہی تھی۔ جس کے مطابق اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے ظہار کرتا تو وہ اس کے لیے دائمی طور پر حرام ہو جاتی۔ اسلام نے اس رسم کو ختم کیا اور ظہار کی حرمت اور احکام ظہار سے متعلق سورۃ المجادلہ کا نزول ہوا۔ لفظ مظاہرہ کے ذریعے ظہار کا وقوع ہوتا ہے۔ مثلاً شوہر کہے: "انت علی کظھر امی "(تم میرے لیے میرے ماں کی پشت ہو)۔ اسی طرح ظہار ہر ایسے لفظ کے ذریعے ہو جاتا ہے جو تحریم کا احساس پیدا کرتا ہو بشرط یہ کہ کہنے والے کی نیت طلاق دینے کی نہ ہو۔ مثلاً شوہر کہے تم مجھ پر حرام ہو" یا اسی طرح کے فقرات کہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا" حرام کا لفظ ظہار ہے۔" اور آپ سے منقول دو روایتوں میں سے ایک کے مطابق اس لفظ کی بناء پر ظہار کا کفارہ واجب ہو جاتا ہے۔[66] جو شرائط طلاق دینے والے کے لیے ضروری ہیں وہی ظہار کرنے والے کے لیے بھی لازمی ہیں۔ قرآن مجید میں سورۃ المجادلہ میں اس موضوع پر آیات ملتی ہیں۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ عقد نکاح سے پہلے ہی ظہار کر لے تو اس کا یہ فعل لغو ہو گا اور اس ظہار کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ نیز اگر آقا اپنی لونڈی کے ساتھ ظہار کرے گا تو ایسے ظہار کا بھی کوئی اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ اس کی دلیل سورۃ المجادلہ کی آیت ہے جس میں ارشاد باری تعالی ہے: اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَاۗىِٕــهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ۭ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰۗـِٔيْ وَلَدْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ [67] لهٰذا لونڈی زوجہ نہیں ہوتی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو شخص چاہے میں اس کے ساتھ اس مسئلہ پر مباہلہ کرنے کے لیے تیار ہوں کہ لونڈی سے ظہار نہیں ہوتا۔[68]

وقت کے ساتھ ظہار کی تعلیق

اگر شوہر ظہار کو کسی وقت کے ساتھ معلق کر دے تو ایسا کرنا جائز ہو گا، یعنی اس کی یہ تعلیق درست ہو گی اور اس کے مطابق عمل ہو گا۔ اگر ایک شخص اپنی بیوی سے کہے : " تم ایک ماہ تک میرے لیے میری ماہ کی پشت کی طرح ہو ، تو اسی طرح ہو گا جس طرح اس نے کہا ہے۔"[69] ظہار کی وجہ سے طلاق واقع نہیں ہوتی خواہ ظہار پر چار ماہ کی مدت کیوں نہ گزر جائے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ظہار کے ذریعے طلاق نہیں ہوتی"۔ نیز حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے طلاق کو ایلاء قرار نہیں دیا خواہ اس پر چار ماہ کا عرصہ کیوں نہ گزر جائے۔ اس کی وجہ یہ بیان کی کہ ظہار میں قسم نہیں ہوتی جبکہ قسم کے بغیر ایلا کا وجود نہیں ہوتا۔[70]

حلالہ سے متعلق حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے فقہی اقوال

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے فقہی مقام و مرتبہ کو مندرجہ بالا سطور میں واضح کرنے کے بعد اب ہم حلالہ کے مسائل سے متعلق حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے فقہی اقوال کا جائزہ لیں گے۔

1۔ **تحلیل یعنی حلالہ سے متعلق احکامات:** حلالہ سے مراد میاں بیوی میں مکمل عدت طلاق ہو جانے کے بعد کسی دوسرے مرد سے ہمیشہ کے لیے نکاح کرلے مگر اس سے بھی طلاق ہو جانے سے عورت پہلے شوہر کے لیے جائز ہو جائے گی۔ اور پہلے شوہر سے نئے نکاح اور نئے مہر کے ذریعے اس کے عقد میں آنے کی شریعت اسلامیہ نے اجازت مرحمت کی ہے۔ اگر دوسرے شخص نے مذکورہ عورت کے ساتھ نکاح زوجیت کی بقاء اور ہمیشگی کی نیت سے نہ کیا ہو تو وہ اللہ کے ہاں گناہگار ہوگئے۔ مالک بن حارث کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے مسئلہ پوچھا کہ کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق مغلظہ دیدے تو مطلقہ کو اس کے شوہر کے لیے حلال کرنے کی غرض سے نکاح کرنے والے کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جواب فرمایا جو شخص اللہ کو دھوکہ دینے کی کوشش کرے گا وہ اللہ سے خود دھوکہ کھائے گا۔ ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ اس نکاح کو باطل تصور کیا جائے گا اور دونوں کے درمیان علیحدگی کر دی جائے گی۔[71]

2۔ **آقا کی ہمبستری کے ذریعے تحلیل:** حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی رائے تھی کہ اگر لونڈی کو اس کا شوہر طلاق دیدے یعنی طلاق مغلظہ اور لونڈی اپنے آقا کے پاس آجائے اور آقا اس کے ساتھ ہم بستری کرلے تو اس کی یہ ہم بستری لونڈی کو اس کے شوہر کے لیے حلال کر دے گی۔ اس مسئلے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سے اختلاف کیا ہے۔[72]

تحریم الذوجہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی روایات کا اس امر پر اتفاق ہے کہ شوہر اگر اپنی بیوی کو اپنے اوپر حرام کرلے اور کہے کہ تم مجھ پر حرام ہو یا اسی قسم کا کوئی فقرہ کہے لیکن طلاق دینے کی نیت نہ ہو تو بیوی اس پر حرام نہیں ہو گی بلکہ اسے کفارہ ادا کرنا ہو گا۔[73] البتہ واجب ہونے والے کفارے سے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول روایات میں اختلاف ہے۔ ایک روایت کے مطابق آپ اس تحریم کو قسم تصور کرتے تھے۔ اور اس پر قسم کا کفارہ واجب کرتے تھے۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں: جب مرد اپنی بیوی کو اپنے اوپر حرام کرلے تو یہ قسم ہو گی اور وہ اس کا کفارہ ادا کرے گا۔ اور اس کے ساتھ یہ آیت تلاوت کرتے۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ، یعنی تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں بہترین نمونہ موجود ہے۔[74]

خلاصہ کلام

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اس آرٹکل میں نکاح وطلاق اور اس کے ذیل میں پیش آمدہ مسائل سے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے موقف اور فقہی آراء پر تذکرہ کیا ہے۔ بعض مقامات پر ان کی آراء سے اختلاف ٹھوس دلائل کی بنیاد پر پیش کیا ہے مثلاام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہ کا رسول پاک ﷺ سے نکاح سے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ یہ حالت احرام میں ہوا۔ اس موضوع پر سیر حاصل بحث اس آرٹکل میں ملے گی۔ میں اس آرٹکل میں حتی الامکان موضوع سے متعلق بنیادی کتب تک رسائی کی کوشش کی گی ہے۔اس علم پر اردو میں باقائدہ تفصیلی کام کرنے کی اشد ضرورت ہے۔کیونکہ نصوص دینیہ قرآن وحدیث سے مسائل کا استنباط واستخراج فقہ کی صورت میں ہوتا ہے جس کے تحت متقدمین صحابہ کرام کے نہ صرف اسلوب استدلال کو جاننے کی اشد ضرورت ہے۔بلکہ ان کے فقہی آراء کا تقابل اور تجزیہ مختلف مسائل کے تحت کیا جانا چاہیے۔مثلا فقہ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے فقہی مسائل کا تقابل فقہ عبداللہ بن عمر (رض) اور فقہ عبداللہ بن مسعود (رض) سے کیا جاسکتاہے۔ نیز ان کے فقہی استدلال کے اسلوب ومنہج پر بھی کام کرنے کی ضرورت ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حواشی وحوالہ جات

[1] شمس الدین الزھبی، محمد بن احمد بن عثمان، سیر الاعلام النبلاء، موسسۃ الرسالۃ، البیروت، لبنان، 1417ھ، 1996ء، ج3، ص333۔

[2] عسقلانی، ابن حجر، تہذیب التھذیب، مکتبۃ التراث العربی۔ بیروت لبنان۔ س2009ء، ج5، ص276۔

[3] ابن جوزی، عبدالرحمٰن بن علی، مترجم، شاہ محمد چشتی، صفۃ الصفوۃ، ادارہ عبادیات دہلی، س1980ء، ج1 ص746۔

[4] تہذیب التہذیب، ج5 ص276۔ سیر اعلام النبلاء ج:4 ص:180۔

[5] امام نیساپوری، حافظ ابی عبداللہ الحاکم، المستدرک علی الصحیحین، دار الحرمین للطبعۃ والنشر والتواریخ، طبعۃ الاولی، 1417ھ، مستدرک، ج3، ص669۔

[6] ابن الجزری، ابوالخیر محمد بن علی، غایۃ النھایۃ فی طبقات القرآء، دار الکتب العلمیۃ، پاکستان، س2009ء۔ ج1، ص426۔

[7] عربی تفسیر ابن عباس کا اصل نام "تنویر المقباس" ہے۔واضح رہے کہ یہ تفسیر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی خود کی تحریر کردہ نہیں ہے جیسا کہ عموماً تاثر دیا جاتا ہے۔ بلکہ یہ تفسیر جمعہ ابو طاہر محمد بن یعقوب الفیروز آبادی الشافعی (المتوفی: 817ھ) کی تصنیف ہے۔ اور انہوں نے اس تفسیر کو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے منسوب کیا ہے۔ اس سے متعلق مولانا تقی عثمانی صاحب لکھتے ہیں کہ تفسیر ابن عباس محمد بن مروان السدی عن محمد بن السائب الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس کی سند سے مروی ہے جسے محدثین نے "سلسلۃ الکذب (جھوٹ کا سلسلہ)" قرار دیا ہے لہذا اس پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ (دیکھے علوم القرآن، تقی عثمانی، صفۃ458)۔

[8] سیوطی، جلال الدین، الاتقان فی العلوم القرآن، مکتبہ ناشتران اسلامیہ اردو بازار لاہور، س، 2008ء، ج1، ص187۔

[9] امام حاکم، حافظ ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ نیشاپوری، مستدرک علی الصحیحین، ادارہ ترجمان القرآن، مکتبہ الغوثیہ کراچی، س2003، ج3، ص537۔

[10] البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، باب ذکر ابن عباس رضی اللہ عنہما۔ حدیث رقم3756۔

[11] البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب وضع الماء عند الماء عند الخلاء۔ حدیث رقم143۔

5. البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوات کا بیان، حدیث رقم4294۔

[13] عسقلانی، ابن حجر، تہذیب التھذیب، مکتبۃ التراث العربی۔ بیروت لبنان۔ س2009ء، ج5، ص279۔

ابن الجزری، ابوالخیر محمد بن علی، غایۃ النھایۃ فی طبقات القرآء، دار الکتب العلمیۃ، پاکستان، س2009ء۔ ج1 ص426۔

[14] شمس الدین الزھبی، محمد بن احمد بن عثمان، سیر الاعلام النبلاء، موسسۃ الرسالۃ، البیروت، لبنان، 1417ھ، 1996ء، ج3، ص359

[15] ابن عبد البر، ابو عمر یوسف بن عبد اللہ قرطبی، الاستیعاب فی المعرفۃ الاصحاب، مکتبۃ التراث العربی، بیروت، لبنان، س1992ء، ج3، ص 291۔

[16] الزھبی، ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان، تزکرۃ الحفاظ، دائرہ المعارف العثمانیہ حیدر آباد، س2001ء، ج1، ص 41۔

[17] شمس الدین الزھبی، محمد بن احمد بن عثمان، سیر الاعلام النبلاء، موسسۃ الرسالۃ، البیروت، لبنان، 1417ھ، 1996ء، ج3، ص 344۔

[18] الزھبی، ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان، تزکرۃ الحفاظ، دائرہ المعارف العثمانیہ حیدر آباد، س2001ء، ج1، ص 43۔

[19] شمس الدین الزھبی، محمد بن احمد بن عثمان، سیر الاعلام النبلاء، موسسۃ الرسالۃ، البیروت، لبنان، 1417ھ، 1996ء، ج3، ص 343۔

[20] ایضا، ج3، ص 344۔

[21] ابن حزم، ابو محمد علی بن احمد بن سعید، الاحکام فی الاصول الاحکام، ج5، ص 52۔

[22] ابن اثیر الجزیری، زین الدین ابو الحسن علی بن محمد بن عبد الکریم، اسد الغابہ فی المعارفہ الصحابۃ، دار الکتب العلمیۃ، پاکستان، س2009ء۔ ج3، ص 97۔

[23] ابو عثمان خراسانی، سعید بن منصور، سنن سعید بن منصور، ناشر الدار السلفیہ لاہور، س2001، ج3، ص 123۔

24 ابو عثمان خراسانی، سعید بن منصور، سنن سعید بن منصور، ناشر الدار السلفیہ لاہور، س2001، ج3، ص 166۔

[25] ابن قدامہ، عبد اللہ بن احمد بن محمد، المغنی لابن قدامۃ، مکتبۃ التراث العربی، قاہرہ، س1388ھ--1968م، ج7، ص 632۔

[26] البقرہ۔2۔221۔

[27] المائدہ۔5۔5 /

[28] ابن کثیر، محمد بن اسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم، مکتبہ دار الاسلام اردو بازار لاہور، س2001ء، ج3 ص 39۔

[29] شمس الدین الزھبی، محمد بن احمد بن عثمان، سیر الاعلام النبلاء، موسسۃ الرسالۃ، البیروت، لبنان، 1417ھ، 1996ء، ج3، ص 359

[30] الطبري, أبو جعفر محمد بن جرير بن يزيد, جامع البيان عن تأويل آي القرآن, دار عالم الكُتب, الرياض، السعودية 1421ھ, ج3، ص 64

[31] التوبۃ، 29، 9۔

[32] طبری، محمد بن جریر، جامع البیان عن تأویل آي القرآن، دار العلوم دیوبند کراچی، 1413ھ، ج3، ص 69۔

[33] النسائی، احمد بن شعیب، سنن النسائی، باب، محرم کے نکاح کی رخصت کا بیان، جلد دوم، حدیث نمبر 2840۔

[34] ابو داود، سلمان بن اشعث، سنن ابو داود، کتاب المناسک، باب المحرم یتزوج، رقم الحدیث 1845۔ ایضا، تحفۃ الأشراف: ۵۹۹۰۔

[35] مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، باب حالت احرام میں نکاح کا بیان، جلد 2، رقم الحدیث 960۔

[36] أبو داود، سلیمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشیر، سنن ابو داود، رقم الحدیث 1862۔

[37] الانساء۔4۔23۔

[38] ابن حزام، أبو محمد علي بن أحمد بن سعید، المحلی، مکتبہ التراث العربی، لبنان بیروت۔ 1998ء، ج9، ص 532،

[39] الصنعانی، عبد الرزاق بن ہمام، المصنف عبد الرزاق، مکتبہ التراث العربی، لبنان بیروت، س1423ھ، ج4، ص 674۔

[40] ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابراہیم بن عثمان، ابن ابی شیبہ، الکتاب المصنف فی الاحادیث والآثار، دار الکتب العلمیۃ، پاکستان س1411ھ۔ ج3 ص 677۔

[41] ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابراہیم بن عثمان، ابن ابی شیبہ، الکتاب المصنف فی الاحادیث والآثار، دار الکتب العلمیۃ، پاکستان س1411ھ۔ ج1، ص 212۔

[42] ایضا، ج1، ص 226۔

[43] الصنعانی، عبد الرزاق بن ہمام، المصنف، ج4، ص 672

[44] ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابراہیم بن عثمان، ابن ابی شیبہ، الکتاب المصنف فی الاحادیث والآثار، دار الکتب العلمیۃ، پاکستان س1411ھ۔ ج1، ص 233 ب۔

[45] ایضا، گ1 ص 307۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

[46] الصنعانی، عبد الرزاق بن ہمام، المصنف عبد الرزاق، مکتبہ التراث العربی، لبنان بیروت، س1423ھ، ج4، ص197 تا200۔

[47] ایضاً، ج4، ص203۔

[48] الصنعانی، عبد الرزاق بن ہمام، المصنف عبد الرزاق، مکتبہ التراث العربی، لبنان بیروت، س1423ھ،، ج4، ص224۔

[49] حرم پاک میں قربان کیا جانے والا اونٹ یا گائے کا جانور بدنہ کہلاتا ہے۔

[50] ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابراہیم بن عثمان، ابن ابی شیبہ، الکتاب المصنف فی الاحادیث والآثار، دار الکتب العلمیۃ، پاکستان س1411ھ۔، ج1، ص254ب

[51] سنن بیہقی، ج7، ص251

[52] الصنعانی، عبد الرزاق بن ہمام، المصنف عبد الرزاق، مکتبہ التراث العربی، لبنان بیروت، س1423ھ،، ج4، ص224۔

[53] بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، باب الطلاق فی الاغلاق، رقم الحدیث 5270۔

[54] ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابراہیم بن عثمان، ابن ابی شیبہ، الکتاب المصنف فی الاحادیث والآثار، دار الکتب العلمیۃ، پاکستان س1411، ج1، ص177

[55] ایضاً، ج1، ص178۔

[56] ابن حزام، أبو محمد علي بن أحمد بن سعيد، المحلی، مکتبہ التراث العربی، لبنان بیروت۔ 1998ء، ج9، ص532۔

[57] ایضاً، ج9، ص512۔

[58] ابن کثیر، محمد بن اسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم، مکتبہ دار الاسلام اردو بازار لاہور، س2001ء، ج1، ص474۔

[59] سنن سعید بن منصور، ج3، ص39۔ المحلی، ج7، ص322۔ ابن ابی شیبہ، ج1 ص242۔

[60] ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابراہیم بن عثمان، ابن ابی شیبہ، الکتاب المصنف فی الاحادیث والآثار، دار الکتب العلمیۃ، پاکستان س1411، ج1، ص187

[61] ابن حزام، أبو محمد علي بن أحمد بن سعيد، المحلی، مکتبہ التراث العربی، لبنان بیروت۔ 1998ء، ج9، ص512۔

[62] الصنعانی، عبد الرزاق بن ہمام، المصنف عبد الرزاق، مکتبہ التراث العربی، لبنان بیروت، س1423ھ، ج4، ص674۔

[63] البقرہ: 2۔236۔

[64] ابن حزام، أبو محمد علي بن أحمد بن سعيد، المحلی، مکتبہ التراث العربی، لبنان بیروت۔ 1998ء، ج7، ص421۔

[65] ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابراہیم بن عثمان، ابن ابی شیبہ، الکتاب المصنف فی الاحادیث والآثار، دار الکتب العلمیۃ، پاکستان س1411، ج1، ص248ب۔

[66] المغنی۔ ج7، ص343۔ احکام القرآن، ج3، ص418۔

[67] المجادلہ: 58۔2۔

[68] ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابراہیم بن عثمان، ابن ابی شیبہ، الکتاب المصنف فی الاحادیث والآثار، دار الکتب العلمیۃ، پاکستان س1411ھ۔، ج1، ص254ب

[69] ابن حزم، أبو محمد علي بن أحمد بن سعيد، المحلی، مکتبہ التراث العربی، لبنان بیروت۔ 1998ء، ج1، ص114۔

[70] سنن بیہقی، ج7، ص226۔

[71] ابن کثیر، عماد الدین اسماعیل بن عمر، تفسیر ابن کثیر، مکتبہ علوم اسلامیہ اردو بازار لاہور، س1892، ج1 ص280۔

[72] ابن حزام، أبو محمد علي بن أحمد بن سعيد، المحلی، مکتبہ التراث العربی، لبنان بیروت۔ 1998ء، ج10، ص179۔

[73] ایضا۔ ج2، ص15۔127۔

[74] الاحزاب، 33۔21۔